

# شہزادہ



”جی اچھا ای! بس بتائیے اب تک بھائی گمرے

آجائے کچھ اچھا کیس لگتا۔“

”بس بیٹا یہ تو ہے میرا بڑا بڑا فریضہ ہزار میل اور  
اچھا بھائی ہے۔“ غنیمہ کی آنکھوں میں بے کام اپنے  
کے ساتھ ہی چسکا اتر آئی گی۔

کنزلی بچن میں آئی تو بڑی انیلا دھلی ڈال رہی تھی  
گسے پیٹتے ہی پائل۔

”آج بھائی نے دیر کر دی ہے۔ میرا سارا کام ختم  
ہو گیا وہ ابھی تک نہیں آئے۔ تمہارا فون کر کے پتا تو  
کر دے۔“

”میں نے اسی سے کہا ہے وہ کہہ رہی ہیں۔ ٹی ٹی  
جواب ہے فور سویر تو وہ جاتی ہے کچھ دیر دیکھ لیتے ہیں  
پھر فون کر لیں گے۔“

پانچ منٹ بعد بھڑو کی پانچ کا بارن ستائی دیا اور  
بیشیں تیزی سے برقعہ کھود کر کے من میں آ گئیں۔  
ڈسٹا سکر ان بھڑو کہہ میں داخل ہوا اور سمجھو کہ ہمار

آئی۔  
”جی دیر کیوں ہوئی بھائی؟“ پھولی دوی نے سب  
سے پہلے سوال کیا۔

”بھڑو! کیا تھا میں۔“  
”میں کیا کہیے۔“ سب نے شور مچا دیا۔

”جی جی کچھ شائبہ کرنی تھی۔ دوست کہہ رہے ہیں  
اچھی جانب لگ گئی ہے۔ اب علیہ بھی اسی کے مطابق  
ہونا چاہیے۔ میں عرفان کے ساتھ بازار گیا تھا۔ اصل  
میں اسے شائبہ کا خلاصہ تجربہ ہے اور چاہے اس بھی اچھی

”آج بیٹا نے گمرے میں کچھ فوادہ دیر نہیں  
کر دی ای! کنزلی کب سے بھڑو کے انتظار میں  
بیٹھو صوبہ پر بیٹھی کسی کب تھک کر رہیں کے پاس  
کر کے میں چلی آئی۔“

”آجائے گا۔ دیر سویر تو وہ جاتی ہے پھر اس کی ٹی ٹی  
نو کر دی ہے تم اور اور پیکر لگا کر انتظار کرنے کے  
تو کر دی ہے بچن میں جا کر انیلا کا ہاتھ بنا دو اور اس سے

پہلے دروازے پر پھو اس نے بھائی کے کپڑے تو استری  
کر دیے تھے۔“

## کتاب اول



"ہو جانا کھانا کھاوا یا جس تو تم لوگوں کی رات گئے  
تک چلتی ہی رہتی ہیں۔" عقیدہ سے ٹوٹا۔  
"پس میں بھی بیچ کر لوں۔" وہاں تک چلی گزری  
کو تھما ہوا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔  
کھانے کے دوران بھی بائیس جاری رہیں بہنوں  
نے اپنے اپنے اسکیل کاغذ کی رپورت دی۔ وہ دانش کی  
ساتھ باہر اپنی ملاقات کے دوران کھانا کھایا۔ اس کے  
بعد بولنے آرام کرنے کے لیے چل دی گھر کے مندرجہ  
اب بھی ان کی وی کم دیکھا جا رہا تھا اور بائیس زیادہ پوری  
تھیں۔ عقیدہ اپنے کمرے میں جا کر لیٹ ہی گئی۔  
بچوں کی فہمی "تھیں گے یا رہتے اور خوشی اور غمایت  
بخش رہا تھا۔ اس کا اندازہ صرف ایک ماہ کی لگا سکتی  
تھی۔

بڑا اور کھانا پینا تھا۔ چار بیٹیوں سے بڑا۔ پچھلے برس  
ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا۔ اب بھی بڑوں کو چاہی  
میں ان کی جی۔ پردہ کی زیادہ تھک ایک طرف شوہر کی  
مدد ملی کا صدمہ تو دوسری طرف گھر کی فکر بڑوں کو  
بھی باپ کی اچانک موت سے ٹوٹا تھا۔ ان کا عقیدہ بھی  
سمیٹ کر وہ اپنی اور بہنوں کو نبھانے لے گیا تھا۔ انھی  
چاہت کے لیے کو خوش تو جاری تھی۔ اس کے ساتھ  
ساتھ وہ ایک سرانستور بہنوں کی لگ گیا تھا۔ ہر  
معاملے میں اس کے دوست عرفان سے تہمتی اور  
لب بولنے کے ایک نئی پیکسل مینی میں پر کشش چاہی  
ملتی تھی۔ انھی کی تہمتی سے اس کے فیلڈ سے متاثر ہو کر  
ٹوٹا ہوا بنا بھی۔ اس میں بھی عرفان کا پورا ہوا تھا۔ اس  
کے والد کو گھٹ آکھیرتے اور وہ ان کا کوئی پتہ نہ دیتا  
تھا۔ دوست کے لیے اپنی سزا کبھی چھوڑی اور  
نہیں آتا۔ بڑوں اور اس کے گھر والے پھر سے خوش  
حال تھے۔ اس کے لیے وہ عرفان کے منمن تھے جبکہ  
عرفان میں موقی نہایت بڑا تھا۔ اس کا کہہ سکتی نہ  
جسکے دوستوں کی خاطر بک کر گزرتا تھا۔

عقیدہ سے بڑوں کے دوست کی حیثیت سے تو پند  
کرتی تھیں۔ بحیثیت انسان بھی وہ انہیں مست اچھا  
کہتا تھا۔ جب بھی ان کے پاس آتا تھا۔  
"جینا اپنی ہی کو بھی میرے پاس بٹھا کر کھانا کھا  
دو دوسرا ضرور کر لیتا۔ لیکن ابھی تک ان کی ملاقات  
عرفان کی والدہ سے نہیں ہوئی تھی۔ جن دنوں عقیدہ کے  
شوہر کی وفات ہوئی عرفان کی والدہ اس کے کئی  
تھیں لیکن بحیثیتہ کو کچھ بوش ہی کمال تھا۔  
عرفان تو کتنا ہے چونکہ سے قرض لے کر گاڑی  
لو لے۔"  
"ہائے جی بھائی! اتنا موز آئے گا۔ آپ گاڑی لے  
لی ہیں۔" چاروں بائیس سر ہو گئیں۔  
"اسی کے مشورے کے بغیر تو میں لے سکتا اور  
مجھے چاہیے ہی نہیں بائیس کی۔"  
"میں سب مل کر زور ڈالتی گے۔ وہ ضرور مان  
جائیں گی۔"  
"تو بھائی! اپنی گاڑی کی توثیق سے اور پوری ہے  
اور کتنے مڑے ہوئے ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی کوئی  
چاہا۔ اپنی گاڑی نکالی اور پیل پڑے۔ کوئی پر اہم ی  
نہیں۔"  
"اچھا اچھا جینا! زیادہ خوب مت دیکھو۔ مجھے اچھا  
ہے اپنی چاہت میں دیر کی لیکن تمہارے بھی مت  
ہو۔ ایک سال کے اندر اندر میں گاڑی لے لی ہوں  
گے۔"  
"تب تک میں تو کبھی چھوڑ چکی ہوں گی تب کیا  
قائد۔" انھوں نے منہ مٹایا۔  
"تم ایک سو اسی سال قبل ہو جاؤ۔ ایک سال مزید  
کاغذ میں لگاؤ۔ بڑوں کے مشورے پر چھوٹی جینا، بائیس  
بٹھ گئیں۔  
"میں ابھی یاد آ گیا۔ عرفان کی داری لہری  
طبیعت تھک نہیں میں پھر بھول جاؤں گا۔ تمہاری سے  
کہہ دیتا۔ کسی وقت اس کے گھر سے ہو آؤ۔"  
"اپنی کو ان کے گھر کا ایڈریس کب معلوم ہے۔"  
"ورہے ہے کہا۔"  
"اچھا پھر ٹھیک ہے۔ میں ہی ناظم نکال کر اپنی کو لے  
جائوں گی۔ اس کے گھر کو اپنی سے زور ضرور کرتا۔"

نے چاہا۔  
"پس اس کے والدین اور داری جان۔ وہ ہمیں ہیں  
دنوں بائیس ہوئی ہیں اس کی اپنی بڑے مڑے کی  
خاتون ہیں میں تو جب بھی اس کے پاس جاتا ہوں پھر  
عرفان سے زیادہ بائیس اس کی سی ہوئی ہیں۔"  
بڑوں کی جانب سے جنس کے حالات بدلے نہیں  
ملنے پہلے وہاں میں ان لوگوں کی اہمیت میں بھی اچھا  
خاص اضافہ ہو گیا۔ پچھلے دنوں کے ساتھ سے بہن  
کے گھروں میں جوان لڑکیاں تھیں وہ تعلقات بڑھا  
ہی رہے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے بھی اب آگے  
بڑھ سکتے تھے اور جب بڑوں کے گاڑی لے لی تو پھر تو  
گھر لوگ حد سے زیادہ گھبراہٹ ہو گئے۔ لڑکیاں بہت  
خوش تھیں۔  
"ہائے جی۔ جینا نہیں آتے۔ یہ داری گاڑی  
ہے۔" بڑوں کی بار بار پھر کو تھیں اور پیل کر رہیں۔  
اپنی بے شمارنے کے نکل ادا کے قصہ دیا اور پھر  
گاڑی میں اٹھ بیٹھیں۔  
"یہ میری آرزو تھی اپنی ماں کو گاڑی لے کر  
"بڑوں ان کے شانے پر رکھ کر کہہ رہا تھا۔  
"میرے بھائی! اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ شاد و آباد  
رکھے۔" انھی نے پھر آگے۔  
"میں سب سے پہلے عرفان کے گھر جاؤں گے۔ مجھے  
گاڑی کے ساتھ دیکھ کر وہ سب بھی بے حد خوش ہوں  
گے۔"

"پس عرفان کے گھر کے سبھی افراد بہت ساوہ  
اور محبت کرنے والے ہیں۔ میں تو جب بھی اس کی ملی  
ہوں بہت متاثر ہوئی ہوں۔" عقیدہ نے کہا۔  
"پھر عقیدہ اور بڑوں تو عرفان کی طرف کے ہیں اس  
کی والدہ کی بہار کب اس کے خٹان کے پاس آئیں۔ عقیدہ  
کو اپنی باران سے مل چکی تھیں کہ بڑوں کا اثر انہیں عرفان  
کی طرف لے جاتا تھا۔ لڑکیوں نے آج پہلی بار اس کی

والدہ کو دیکھا اور حیران ہو گئیں۔ عرفان کے والد اسے  
بڑے گھمے سرکاری عہدے پر فائز شخصیت اور والدہ  
اچھی خاصی ساوہ اور دینی مانی اور اپنی خاتون تھیں لیکن  
جس ان سے بہت محبت شروع ہوئی تو سب کی گرویدہ  
ہو گئے۔ بہت ہی ساوہ لیکن بائیس بھرا اثر ان خاتون  
کا۔ وہ چلی رہی تھیں۔ لڑکیاں بھی ان کے گرد گھیرا  
ڈالے رہیں اور جب تک تو ان کی پہلی والدہ بن چکی  
تھیں۔  
پہلے صرف عرفان ہی بڑوں کے قریب وہ ستنوں میں  
شامل تھا لیکن ان کے دل کی حکیم کا بہت بہم لے رہا  
تھا۔  
"اب تم عرفان سے کم لگنے لگے ہو؟" بہاریت میں  
مقیم کھڑی کر ان کا ایک دوا لے لے پوچھا۔  
"عرفان کی کیا بات ہے۔ وہ تو تھا میں یہ سب سب  
ہم ساوہ بھی نہ تھیں تو داری دوتی کسی کی ویسی ہی  
رہے گی۔" حکیم سے تو کئی ہی دوتی سے اور تو کہ  
آج کے زمانے کے ساتھ چلنے کے لیے مجھے ایسے لے  
ملانے والوں کی ضرورت ہے۔"  
پھر یہ دوتی صرف عقیم تک ہی محدود نہیں رہی۔  
اب اس کی بائیس میں عقیم کے گھر والوں کا بھی ذکر  
آئے گا۔ بغیر اس کے وہ سب ہی ہوتا تھے۔  
"کسی ملان طوا میں بائیس بھی اس کی ملی ہے۔"  
انھوں نے ایک دوا دیکھا۔  
"باگل۔" میں تو دوا سا سوچ رہا تھا۔ اصل میں وہ دوا  
ہے کہ میں تم لوگوں کو ملنے سے طوا چاہتا تھا۔"  
"میں جینا۔" میں نے پوچھا۔  
"طوا کی بہن۔ میں بہت ہی متاثر کر شخصیت کی  
مانگ ہے۔ تم لوگ دیکھو کی تو زیادہ ہو جاؤ گی اور سنو"  
اپنی کے گلن میں بھی یہ بات ڈال دو۔"  
"ہو کسی بھائی! وہ درد کا تیزی سے دھڑکا پھر  
جیسے عقیم کی اس نے بہن کی سنجیدگی سے پوچھا۔  
"میں اس چاہتا ہوں۔" شہابی تم لوگوں کی بھالی بن  
کر اس کے گھر میں آؤ۔ بڑوں کے گھر کا مارا اور انھ  
کر اپنے گھر میں چلا گیا۔ کچھ دیر کے لیے ان میں

سے کوئی پھول بھی نہیں نکلا۔  
عرقان کی اہلی نے بی بی بار کوئیں کے سامنے ہی  
عقیقہ کے ساتھ جب تک وہ تیار نہ ہوا تو بیٹھے  
شادی کی حالت میں اور اسی بڑائی کی عمری کیا ہے۔

میں کیا بیش تو کسی اور جاتی ہوں جو ہادی طرح  
سلو اور اپنی دو لایات سے پار کھڑی ہوں۔  
عقیقہ پر پار اسی طرح کا اکلدار کیا کرتی تھیں۔  
عقیمی کی چلی کا ذکر تو اکثر بڑو کر تھا جس سے اندازہ  
ہوا تھا۔ وہ خامے آواز خیال ہیں اور بھر بھی کی بڑو  
میں یا بڑو کی طرح میں تو عقیقہ وہ دونوں سے بچتے  
تھے جب کہ ان کے ہاں بھائی کے دوستوں کے سامنے  
آنے کا کوئی قصوری نہیں تھا۔ عرقان کا کتنا کتا جانا تھا  
لیکن مرشد زور انگ وہ کسی حد تک اس کی والدہ آتی  
رہتی تھیں۔ عقیقہ بھی ان کے ہاں جاتی تھیں لیکن  
صرف بھولی ہوئی کو ساتھ لے کر۔

”میں بھولی کو سمجھا چاہیے۔“ ایتلا جی تو جی  
لیکن بہت جلد گھبرا جاتی تھی۔ عقیقہ وہ اس کے مقابلے  
میں اندازہ کچھ بوجھ والی تھی۔ بی بی مرکن کی بات پر کہنے  
لگی۔  
”جھانے کا کام ہمارا نہیں۔ اے کاہ اور اہی تو  
ہر گز ای بولا پتہ نہیں کریں گی۔“  
”مجھے بھولی پر حیرت ہے۔ وہ کس طرح ایک ایسی  
لوکی کو پسند کر سکتے ہیں۔“ عتیقہ بولی۔  
اس کی بات کے جواب میں کسی نے کچھ نہیں کہا۔  
وہ سب اپنی اپنی جگہ ایک کسی سوچ میں تھیں۔  
ایتلا اور وہ بڑے لگے وہ زانی سے بات کی۔  
”ہم سب سے سوکتا ہے بڑو کو کیا پتا اس گھر کے لیے  
کبھی لوکی کی ضرورت ہے۔“  
”ای اسپتال کریں بھائی سے۔“  
”ہاں ہاں بالکل میں بات نہیں کریں گی اور بھاری تو ہے  
وقت کی رانی ہے۔ میں پہلے وہ دیکھ لیا ہوں لیکن بھاری  
بڑو کی شادی کر دیں گی۔“  
شام کو بڑو کیا تو انہوں نے بہت چھینڑی۔ صاف کہہ

”اس لوکی کا خیال دل سے نکال دو میں اس سے  
لے بغیر ہی سمجھتی تھی ہوں۔ وہ کسی ہوگی اور بھاری  
میں تمہاری شادی کرتا ہی نہیں چاہتی۔“  
بڑو نے زبان سے ایک لفظ اور نہیں کیا۔  
چاپ بستا ہوا بڑو گھر اس کے بعد تو چھپے لے چپ ہی  
لگی۔ ”میں تو اس سے سیدھا گھر آنا تھا۔ میں  
انتظار میں ہوں فیصلہ نہ کر آتا ہی دسترخوان  
بچتا تھا۔“ اس کے دوران خوب باتیں ہوئیں۔ میں  
تک کہ اسی کو پار پار تو تیار نہ کیا تھا۔ گھر کی دیر رشت  
کرتے کہ وہ شام کو پار پار گھر سے نکلتا اور اکثر تو  
بڑو کو بھی ساتھ لے لیتا۔ بھی کسی کورس تو بھی  
کوئی اور تقریبی پارک گھر اب تو یہ سب خواب ہو گیا۔  
وہ لوگ انتظار کرتی رہ چاہیں۔ بڑو گھر نہ آئے۔ فون  
کرتے نہ کر سکتا۔  
”آپ لوگ انتظار نہ کرنا۔ میں دیر سے آؤں گی۔“  
شام کو بھی رات کے والہی ہوئی۔ سرکار تو وہ  
بھولی ہی کیا تھا۔ اس کی حالت بہت کڑی کرنے والی ہاں  
جان بچنے والی نہیں تھی۔ کس طرح عداوت کر سکتی  
تھیں۔ ای کو فون کرنا چاہا۔  
”میں سوچ کے گھر جانے کے لیے تیار ہوں۔ بولو  
کر دینا۔ لے کر جاؤں؟“  
”آج شام ہی چلیں بلکہ تم چاروں ہی چلا۔ دیکھا  
اس سے مل کر کتنی اچھی ہیں۔ والدہ کی بیٹی تھیں۔  
کی۔“ اس کی رضامندی کی دیر بھی نہ ہو سکتی تھی۔

ای کے ساتھ روڑہ کی جی تھی۔ سب کو اہی لے کر  
جانا تھا۔ جاتی تھیں انہوں نے بی بی بھولے کے ساتھ  
ایٹا سے ساتھ چلنے کو کہا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا تو  
پھر انہیں روڑہ کو کتا پارل بڑو نے فوراً ”نن لوگوں کو  
فون کیا اور اپنے گھر والوں کی کدی اطلاع دی۔  
گاڑی میں بڑو ہی بولنا رہا۔ وہ دونوں صرف متنی  
رہیں۔ کتائی کی کار بار نامکان تھا جس کے سامنے  
بڑو نے گاڑی کھڑی کی تھی۔

”یہ کمرہ ہے؟“ روڑہ کے بغیر نہ دیکھی کہ اس کے  
خیال میں کس کو کسی بڑے سے خوب صورت گھر کا  
تھیں۔ وہ تھکا چاہتے تھے۔  
”ہاں ہاں۔“ ہادی جی طرح سفید پوش ہیں۔ ”بڑو  
نے یہ بات بھی بڑے خوش کے ساتھ بتائی۔ آج بڑے  
دونوں کے بعد وہ بول رہا تھا بلکہ بے حاشا بول رہا تھا۔  
بات بے بات ہنس رہا تھا اور اسی سوچ رہی تھی۔ وہ  
لوکی اس کے لیے کتنی زیادہ اہمیت اختیار کر چکی تھی  
اب ہمارا اس سے بچنے جانا اور دیکھ کر ہاں گھر سب رکھی  
کی باتیں ہیں۔“  
”یہ لوگ ان کے ہاں بیٹے تو زور انگ وہ دم میں بہت  
سے آواز پہلے سے بیٹھے تھے۔ عتیقہ ان کا انتظار ہو رہا  
تھا۔ سب ہی بے لطف اور بڑو لے اور وہ روڑہ کے لیے  
ایک منہ نہ کر رہا۔ اس کے لڑکے لڑکیاں سب بیٹھے تھے۔  
چاروں اور زمین کی کوئی بھی غیر لوگوں میں نہیں بیٹھی  
تھی۔ آج اس کا بیاہ رہا تھا۔ یہ بات بھی بھولی تھا۔  
بڑو بڑو چھ کر ان کا تعارف کر رہا تھا۔  
”یہ میرا دوست ہے۔“ اس نے بیٹھے خامے  
ایچے کوئی کی جانب اشارہ کیا۔ ”یہ ان کی بیگم مونا اور یہ  
وہ میرا بے بہت سے بیٹے۔“  
اس نے دونوں بچوں کے گلے پر ہاتھ کیا جبکہ اہی اور وہ  
ان کی بات پر کچھ کر سکتا اور بھی نہیں تھیں۔  
”عقیمی سے چھوٹے تھیں اور اہی مرکن ہیں۔ یہ  
عقیمی سے چھوٹی فرحت کیا ہے۔ یہ بی بی اہی کی بیٹی جو  
پوس گھاری ہے۔ ان کی بیٹی ہے۔ اوسہ۔ اور بھی وہ  
گھر ہیں اور آتی بھی وہ بھولی میں رہیں۔“  
”گو ہو بڑی بیٹی۔“ عتیقہ بولی ہے۔ ”سب ہی گھا  
پھاڑے کھینچے تھے۔ بی بی میں بڑو کی شریک ہو گیا۔  
”ہاں وہی دونوں تھیں جو عقیقہ مصیبت میں  
چھنی دکھائی دیتی تھیں۔ لیکن جو حالت تھی تو ان  
کے بعد خدا ہی جانتا تھا۔ اگلی بھائی اسی غدار خانے  
سے کہنے کے لیے پورے گھر میں کوئی ایک بھی تو معتدل  
دکھائی نہیں دے رہا۔  
دس منٹ کے بعد مشق اور اس کی والدہ بھی

”یہ کمرہ ہے؟“ روڑہ کے بغیر نہ دیکھی کہ اس کے  
خیال میں کس کو کسی بڑے سے خوب صورت گھر کا  
تھیں۔ وہ تھکا چاہتے تھے۔  
”ہاں ہاں۔“ ہادی جی طرح سفید پوش ہیں۔ ”بڑو  
نے یہ بات بھی بڑے خوش کے ساتھ بتائی۔ آج بڑے  
دونوں کے بعد وہ بول رہا تھا بلکہ بے حاشا بول رہا تھا۔  
بات بے بات ہنس رہا تھا اور اسی سوچ رہی تھی۔ وہ  
لوکی اس کے لیے کتنی زیادہ اہمیت اختیار کر چکی تھی  
اب ہمارا اس سے بچنے جانا اور دیکھ کر ہاں گھر سب رکھی  
کی باتیں ہیں۔“  
”یہ لوگ ان کے ہاں بیٹے تو زور انگ وہ دم میں بہت  
سے آواز پہلے سے بیٹھے تھے۔ عتیقہ ان کا انتظار ہو رہا  
تھا۔ سب ہی بے لطف اور بڑو لے اور وہ روڑہ کے لیے  
ایک منہ نہ کر رہا۔ اس کے لڑکے لڑکیاں سب بیٹھے تھے۔  
چاروں اور زمین کی کوئی بھی غیر لوگوں میں نہیں بیٹھی  
تھی۔ آج اس کا بیاہ رہا تھا۔ یہ بات بھی بھولی تھا۔  
بڑو بڑو چھ کر ان کا تعارف کر رہا تھا۔  
”یہ میرا دوست ہے۔“ اس نے بیٹھے خامے  
ایچے کوئی کی جانب اشارہ کیا۔ ”یہ ان کی بیگم مونا اور یہ  
وہ میرا بے بہت سے بیٹے۔“  
اس نے دونوں بچوں کے گلے پر ہاتھ کیا جبکہ اہی اور وہ  
ان کی بات پر کچھ کر سکتا اور بھی نہیں تھیں۔  
”عقیمی سے چھوٹے تھیں اور اہی مرکن ہیں۔ یہ  
عقیمی سے چھوٹی فرحت کیا ہے۔ یہ بی بی اہی کی بیٹی جو  
پوس گھاری ہے۔ ان کی بیٹی ہے۔ اوسہ۔ اور بھی وہ  
گھر ہیں اور آتی بھی وہ بھولی میں رہیں۔“  
”گو ہو بڑی بیٹی۔“ عتیقہ بولی ہے۔ ”سب ہی گھا  
پھاڑے کھینچے تھے۔ بی بی میں بڑو کی شریک ہو گیا۔  
”ہاں وہی دونوں تھیں جو عقیقہ مصیبت میں  
چھنی دکھائی دیتی تھیں۔ لیکن جو حالت تھی تو ان  
کے بعد خدا ہی جانتا تھا۔ اگلی بھائی اسی غدار خانے  
سے کہنے کے لیے پورے گھر میں کوئی ایک بھی تو معتدل  
دکھائی نہیں دے رہا۔  
دس منٹ کے بعد مشق اور اس کی والدہ بھی

آئیں۔ عتیقہ ان سے لہجہ اور گل پر بھاری بی بی اہی  
تھی۔ اپنی بہن اور بھائی کی طرح چست میں نکلتا  
گر بیاہ اور چلاں کا بے ہودہ سارے چست کی صفائی  
رنگت پر اور بھی برا لگ رہا تھا۔ وہ آکر کتنے اختلاف  
کے ساتھ بڑو کے برابر دانی کر رہی تھی۔ عتیقہ جی اور  
سب کو نظر انداز کر کے پائیں وہ دونوں کون سی  
ضروری باتیں کرنے لگے تھے۔ اس کی والدہ جو ان بلکہ  
نوجوان دکھائی دینے کی کوشش میں بے حال دکھائی دیتی  
تھیں۔ ہاں کا پورا بڑو ان میں سرسے سے بیٹھ تھا  
”یہ محل احوال پر پورا پورا بھاری بی بی بڑو کی جانب متوجہ  
ہو گئی۔  
”پتلیں بڑو! کچھ دیر کے بعد عتیقہ کا قبضہ جواب  
دے گیا۔  
”ہائے ایسے کیسے۔ چاہتے تو تھے جاہلی۔“ عتیقہ  
والدہ جو عتیقہ بھاری تھیں سے آواز دے کر گھارے کو چلے  
گئے کہ کتا۔ والدہ وہ دیر ہی تھی گھر کی حالت فرہنگ  
تھی۔ کتا کہ کر کر کے بیٹھے تو عتیقہ اور تھیں  
یہاں عتیقہ میں سارا خرچ خواہمیں اپنی ہی ذلت پر کر  
والہی تھیں۔  
بد مزوئی چاہے ساتھ میں بازار کے ”صوت“  
بیکٹ اور صفائی انہوں نے کچھ چھٹا تک اس اور  
اہل خانہ جات میں ”بٹنے میں اسے مصروف تھے کہ  
اصدار کیا بھی نہیں۔  
چاہے عتیقہ اہی نے بڑو سے ملنے کو کہا۔  
”بھائی اہی تو کہے ہیں۔“ عتیقہ اشارہ بڑو کے  
آنے کی جانب تھا۔  
”ہاں اہی کچھ دیر تو بیٹھیں۔“ بڑو نے بھی کہا اہی  
نے روڑہ کی جانب دیکھا جو ابھی تک چاروں آگے  
کھڑے سب سے الگ بیٹھی تھی اور اسے اپنی  
جانب متوجہ پارکروازے کی جانب چل پڑیں۔ روڑہ  
بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کی تھکی۔  
”آئی پیلیز کتنا کتا گھر جائے گا۔“ عتیقہ کو بات  
کرنے کے دوران کچھ کا بار بن جانے کی بھی عادت  
تھی۔

”یہ کمرہ ہے؟“ روڑہ کے بغیر نہ دیکھی کہ اس کے  
خیال میں کس کو کسی بڑے سے خوب صورت گھر کا  
تھیں۔ وہ تھکا چاہتے تھے۔  
”ہاں ہاں۔“ ہادی جی طرح سفید پوش ہیں۔ ”بڑو  
نے یہ بات بھی بڑے خوش کے ساتھ بتائی۔ آج بڑے  
دونوں کے بعد وہ بول رہا تھا بلکہ بے حاشا بول رہا تھا۔  
بات بے بات ہنس رہا تھا اور اسی سوچ رہی تھی۔ وہ  
لوکی اس کے لیے کتنی زیادہ اہمیت اختیار کر چکی تھی  
اب ہمارا اس سے بچنے جانا اور دیکھ کر ہاں گھر سب رکھی  
کی باتیں ہیں۔“  
”یہ لوگ ان کے ہاں بیٹے تو زور انگ وہ دم میں بہت  
سے آواز پہلے سے بیٹھے تھے۔ عتیقہ ان کا انتظار ہو رہا  
تھا۔ سب ہی بے لطف اور بڑو لے اور وہ روڑہ کے لیے  
ایک منہ نہ کر رہا۔ اس کے لڑکے لڑکیاں سب بیٹھے تھے۔  
چاروں اور زمین کی کوئی بھی غیر لوگوں میں نہیں بیٹھی  
تھی۔ آج اس کا بیاہ رہا تھا۔ یہ بات بھی بھولی تھا۔  
بڑو بڑو چھ کر ان کا تعارف کر رہا تھا۔  
”یہ میرا دوست ہے۔“ اس نے بیٹھے خامے  
ایچے کوئی کی جانب اشارہ کیا۔ ”یہ ان کی بیگم مونا اور یہ  
وہ میرا بے بہت سے بیٹے۔“  
اس نے دونوں بچوں کے گلے پر ہاتھ کیا جبکہ اہی اور وہ  
ان کی بات پر کچھ کر سکتا اور بھی نہیں تھیں۔  
”عقیمی سے چھوٹے تھیں اور اہی مرکن ہیں۔ یہ  
عقیمی سے چھوٹی فرحت کیا ہے۔ یہ بی بی اہی کی بیٹی جو  
پوس گھاری ہے۔ ان کی بیٹی ہے۔ اوسہ۔ اور بھی وہ  
گھر ہیں اور آتی بھی وہ بھولی میں رہیں۔“  
”گو ہو بڑی بیٹی۔“ عتیقہ بولی ہے۔ ”سب ہی گھا  
پھاڑے کھینچے تھے۔ بی بی میں بڑو کی شریک ہو گیا۔  
”ہاں وہی دونوں تھیں جو عقیقہ مصیبت میں  
چھنی دکھائی دیتی تھیں۔ لیکن جو حالت تھی تو ان  
کے بعد خدا ہی جانتا تھا۔ اگلی بھائی اسی غدار خانے  
سے کہنے کے لیے پورے گھر میں کوئی ایک بھی تو معتدل  
دکھائی نہیں دے رہا۔  
دس منٹ کے بعد مشق اور اس کی والدہ بھی

حمی۔

”مگر میں بچیاں آگئی ہیں۔“ اسی نے بڑی مشکل سے بے زاری پر روہ ڈالتے ہوئے کہا اور وہ کاتھ پکڑ کر دوڑا تو چار گھنٹیں عجب انہوں نے دیکھا ہزاروں کو نہیں بٹایا۔

وہ خودی اٹھ کر پھر آیا تو اور لوگ۔  
”تنتا اصرار کر رہے تھے وہ لوگ حرکت نہ ہوا کے گھوٹے پر سوار ہیں۔“

”کس سے اصرار کر رہے تھے تم سے یا تو چو چاکر بیچو۔ میں نے جس میں بٹایا۔ میں اور وہ رکشہ لے کر کھڑے چائیں گے۔“

”ہو“ اسی آپ تو بتائیں کس طرح کی باتیں کر رہے گئی ہیں وہیں بھی منہ مٹا بیٹھی رہیں آپ وہ لوگ ملا کر دس کس قدر خوش گفتار لوگ ہیں۔

”ان کی ساری خوش گفتاری تمہارے ساتھ تھی اور تمہاری زبان کے ساتھ۔ بہت بے عزت کر دیا ہے۔ تم نہیں اور بہن کو۔“

بزدلی کی تیزی چڑھ گئی۔ سارا راستہ اس نے کوئی بات نہیں کی۔ مگر آکر صرف اتنا کہہ

”آپ کو غصہ ہے کہ میں نے اپنے لیے بیویں ساتھی خود کیں پسند کر لیا۔ بس اسی لیے آپ ان لوگوں سے بچنا چاہتے ہیں۔“

وہ تو کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا اسی تیزی پر روئی تھیں اور بیٹیاں لو اس دلوں کے ساتھ انہیں سلی دلانے والی تھیں۔ وہ اسے گرات کے بارے میں اسی سوچتی تھیں چاہوں اپنے مشرک کر کے میں آئیں۔

”جیسی ہے؟“ انہوں نے سب سے پہلے سوال کیا۔  
”تمہارے بیویاؤں سے بڑھ کر طرار اور ڈاکٹر خیال

ایٹلا اپنی آپ مستقل میں نہیں اپنے لیے خودی جہد وجد کرتا ہو۔“ شیخ سے شادی کے بعد ہزار بھائی ہمارے لیے جہد نہیں کر رہے والے دوسرے لوگوں کی طرح تھی وہ جانتی تھی۔

”پانچ روزہ ایسے صحت کو تم جانتی ہو۔ میرا دل کتنا کمزور ہے۔“ انہوں نے گھر کا رکھا تھا۔ کوئی اور دوسری باتیں کہہ نہیں سکتی تھیں لیکن پریشانی ان کے چہرے سے ہو رہی

”جواب میں اس نے ایک کپڑا ہاتھ میں لے لیا۔  
”نہیں۔“ اسی پریشانی میں کھانا کھا سکتا ہوں بھلا؟“

”آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ اور وہ سب شیخ لوگ بیٹھے قہقہے لگا رہے ہوں گے۔ حالت کے مطابق اونچا اونچا ہاتھ لگ رہے ہوں گے اور آپ نے اس سر پر

ی سوار کر لیا ہے۔“  
”وہ لوگ خوش مزاج ضرور ہیں لیکن جس حد ہرگز نہیں ہیں۔“

”آپ کا خیال ہے ہم بے حس ہیں؟“  
”کم از کم میرے معاملے میں اتنی ایسا ہی مظاہر کر رہی ہیں گلیاں اپنے ہند سے شادی کرنا کہہ رہے۔“

وہ وہاں تھی سے پلٹ آئی داییں اڑا اس نے کسی سے کچھ نہیں کہہ دیا۔ وہ تصور کی آٹھ سے آئے والے دنوں کو دیکھ کر بھی نہیں۔

”کیا کبھی ہم لوگ؟“ اسی تو ہم میں سے کسی بہن کی تعلیم بھی مکمل نہیں ہے۔

آئے والے دنوں میں وہ بہت پریشان رہی لیکن اس نے اپنی پریشانی کو غلام نہیں ڈالنے دی۔ وہ جانتی تھی۔ اس کی تینیں ہمیشہ بہت جلد گھرجاتی ہیں اور وہ انہیں آئے والے وقت سے بڑے میں اپنی سوچ جتا کر انہیں سے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

”ای شیخ کے گھر والے شادی جلد کرنا چاہ رہے ہیں۔ ایک دو روز ہزاروں تھلا۔“

”آپس اور اسی تو ہم نے رشتہ بھی نہیں ڈالا اور وہ شادی پر اصرار کر رہی تھیں۔“ اسی کا منہ پھل پھا تھا۔

بزدلوں کے کہنے سے پہلے وہ بول۔  
”آپ بھول رہی ہیں۔“ اسی پریشان رہتا پکارنے کے بعد فحش جھگڑا بھی کر گئے تھے۔

”والی بھیا اور آپ نے نہیں ساتھ لے جانا تو دور کی بات تھی ابھی ضروری نہیں سمجھا۔“ تیسرے نمبر والی گزری آٹا کہہ کر پلٹ چلتی تھی۔

”ای فیصل بول رہی ہو۔“ وہ وہاں میں سے یہ سب کیا ہے۔

”جیسا کہ سب ہونے کے بعد ہی شادی کا نمبر آتا ہے۔“ وہ اسی تنبیہ سے بولی تھی۔

”میں تم لوگوں سے بہت نہیں کر رہی امی! آپ تیار رہیں گے۔ اب شادی ان کی طرف جائیں گے آپ وہاں جہد کی ڈیٹ دے دیجئے گے۔“ انہیں مارتی ٹھیک رہے۔

”فیضان! تم کیوں میرا کرتا ہونے پر تے ہوئے ہو۔ سب کچھ تو تم نے اس کے گھر والوں نے لے کر لیا ہے اب صرف رسمی طور پر مجھے لے جانا چاہیے ہو۔“ اسی سسک رہی۔

”ہو“ وہ بولتے تھے آپ لوگوں نے اس سے کیوں ہیر باندھ لیا ہے۔

”کیا بات نہیں ہے بھائی! ایک ماہ کی منیت سے آپ کو سمجھانا اسی کا فرض ہے۔ بلی آپ کی مرضی۔“ وہ وہ پھر بولنا پڑا جبکہ بڑی والی ایٹلا اٹھ کر چلی گئی تھی۔

”ٹھیک ہے بیٹا جیسے تمہاری مرضی۔“ اسی ٹھنڈی تو بھر کر بولی تھیں۔

”میں عرفان کی اسی کو فون کرتی ہوں۔ انہیں بھی ساتھ لے جائیے گا۔“ وہ نے کچھ سوچ کر کہا تھا۔

”ٹھیک ہے۔“ اسی نے لہلہا انہیں بھی ساتھ اور تم نہیں بھی تو تیار رہنا۔“

”میں نہیں میرا! ہمیں اسی اپنی روایات یاد ہیں اور ہم انہیں پر چلتا بھی جانتے ہیں اور ان کے ہل کا ہاتھل تو یہ کچھ کیا اور میں سب ہی منیت ہے ہوں اور بے باک ہیں آپ کی موجودگی میں وہ عظیم صاحب

بار بار کچھ حوروں سے بڑی مشکل سے خوں لایا میں نے اب اگر دیوار ایسا کچھ وہ تو اٹھا نہیں لیا میں گئی۔

ساتھ خود ہارو کا گناہ کر رہی ہوں اور ان کی والدہ نے کئی کئی بھرتی۔“ وہ کسی قسم کی دیکھ کا لگن ہو آسے آپ تو بڑے بے چارے سے لگتے ہیں ان سب کے درمیان۔“



ساتھ ہے۔ اس کے بچا بھی نہیں سکتی۔  
اور بچ تو یہ وہاں جو تھوڑا دھکیلا تو دل شاد بیکر کا بھی  
اواس تھا یہ شادی تو وہ عورت تھی جس کے گھر کی بنیاد  
پر لڑی تھی۔ وہ تکی کا ایک لفظ بھی منہ سے اواس نہیں  
کر سکتی۔

☆ ☆ ☆  
ڈیڑھ دہائی بعد شادی تھی اور گھر میں کوئی بچاں بھی  
بچکر نہیں تھا۔ جمع کے گا تھا وہ اپنی شادیک خودی  
کر کے کی اور انہیں تو یہ بھی علم نہیں تھا کہ بڑا دل  
اسے اس سلسلے میں تھی پر وہی تھی۔ رشتہ داروں کو  
فہم کر کے بڑا دل شادی کی اطلاع دے دے تو کسی بھی  
جس نے بھی سنا۔ حیران ہوا۔ انہی سے ملازمت ملے  
دن ہی گئے۔ ہوتے ہیں۔ عہدہ پلے اتارا کا ہی  
کہہ دیتے۔ ہر کسی نے لڑی ہی بات کی۔ اب وہ کسی کو  
کیا تائیں۔ چپ چاپ بس کی تھی۔ وہ سن کی کوئی  
لکھی چوڑی رشتہ داری تو تھی نہیں۔ پڑی سے خالہ اور  
بہنوں آگے اور وہ بی سے بچھو آ رہی تھی۔

سب ہی رشتہ داروں نے ان کی خاموشی اور اواہی  
سے محسوس کر لیا تھا کہ رشتہ صرف بڑا دل مرحمی سے  
ہو رہا ہے۔ اور وہ بھی بچ چپ تھے۔

☆ ☆ ☆  
بڑا دل نے اپنا کمر بستہ اچھے طریقے سے ڈکھوت  
کر لیا تھا اور شمع کے استقبال کے لیے کھڑا کھڑا لیکن  
ہو رہا تھا۔ کوئی خوش ہے یا نہیں۔ اس سے اس کو کوئی  
سرور کا مظاہرہ نہیں تھا۔

مہندی کے روز جب اسی سرور سے بے محل اپنے  
کمرے میں بیٹھ تھیں۔ دل شاد بیکر ان کے پاس  
موجود تھیں کہ پچھو بھی چلی آئیں۔ آج اسی منظر نہ  
کر سکتیں۔ سب ان کے سامنے کہ دو اور دھیتوں کے  
لے کر کھڑا تھا۔  
"تیرے قایم قایم کو تو چاہی وہاں بھی آئیں اسنے  
منہ سے کیا کہوں سارا خاندان ہی اس کی تعریف کرنا  
ہے میں نے جب بھی اس کے لیے سوچا۔ اٹھا گا ہی

خدا کیا کمر میں چاہتی تھی۔ دل شاد بیکر اس کے  
اس طرح سے ذہن بہت جا رہا ہے۔ آج اسے اٹھا کر کپ  
سے لگتی ہوں۔"  
اور عقیدتی روٹی انہیں سکرانے لگیں۔ دائرہ  
کر نہ کر کے گلے لگ گئیں۔

دل شاد نے دونوں کو مبارکباد دی پھر تھیں کئی دیر  
کمرے میں بیٹھی رہیں یہاں تک کہ خالہ پالنے  
آئیں۔ اسی نے اس بات کے بارے میں کسی کو نہیں  
تایا کہ وہ اپنی زبان بہت جانتا ہے۔ اٹھا تو بھی یہی بڑی  
شرعیلی سی لڑکی۔ پچھو پور قایم کے سامنے جھک  
محسوس کرنے لگی۔ ہاں لگا تھا جانے سے ایک روز  
پہلے پچھو نے قایم کو تار قایم ہی تو وہ بات بات  
پر شمع ہو رہا تھا اور جانے سے پہلے ان سب کو گھٹ  
دے کر کیا تائیں۔ میں اٹھا کا کافت نمایاں طور پر بہت  
خوب صورت اور بیکر تھا۔

"تمل ہے شادی میری ہوئی ہے اور گفت آپ  
انہیں دے رہے ہیں۔"  
خدا کوئی چا تھا یہ لوگ دل پار آ رہی ہیں۔ وہ سوئی  
کے لیے رہا۔ ہوا کر رہا پچھو وہی کسی اس کے پچھو  
فیملی کے ساتھ خاص طور پر بڑی محبت سے بات کر رہی  
تھی۔ قایم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا کہ  
کل سوئی پھر کئی بھی نہیں طے اس کے آگے پیچھے  
ہو رہی تھی۔ اس سے قایم کو بھی فیملی کی اوقات کا  
اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا۔

شادی کے تیسرے دن ہی مہمان رخصت ہو گئے  
ای نے دل شاد اور عرفان سے کہا۔

"آپ لوگ آتے آتے سب بگڑ گئے آپ کے آنے  
سے سب ڈھارس مٹی ہے۔"  
"نور نہیں بہن۔ تمنا لگ رہی ہے۔ اوس گھر کی۔"  
"عورت اور وہ بھی میرے جیسی ساری عمر گھر کی  
چار دیواری میں گزارنے والی ہے۔ تو قدم قدم پر بھی  
پاپ بھی بھائی اور بھی بیٹے کی محتاج ہوا کرتی ہے۔"  
"میں آتی رہوں گی تمہارا نہیں۔"

☆ ☆ ☆

شروع کے دن تھے اور شمع کا دیو سب کے ساتھ  
نہکی ہی تھا۔ ہاں وہ بار بار پچھو کو لوگوں کا کر کرتی اور  
ایک دو تیرہ سو بھی لگایا کہ اسے اسی نے قایم دیا۔ شام  
کو بڑا دل ان کے پاس قایم نے پچھو کا گھر مانگا تھا  
"ہاں ہے۔" وہ جواب طلب کر رہا تھا۔

"ہاں ہے کہ تمہاری پچھو منع کرتی تھیں۔  
انہیں اندازہ ہو گیا تھا یہ اپنی بہن کے لیے قایم کا  
رشتہ چاہتی ہے اور نہ تو تمہاری پچھو میری طرح ہے  
ہیں عورت ہے اور نہ ہی قایم تمہاری طرح ہے  
وقف ہے۔ اس کی بہن نے اس کے سامنے ہی کسی کے  
قادر اور ہوتا تھا۔ "سوئی کسی طرح اس کے کتے  
پیچھے رہی ہے۔ میرا تو شرم سے سر ہی جھک گیا۔ کیا  
سوچتے ہوں گے۔ کس گھر اسے کی لڑی بہن بہن کر  
تھی۔"

یقیناً اس نے سب کچھ جان کر طے کر کے کہا اس روز  
کے بعد سے اس کا دیو ہی بدل گیا۔

پچھو بھی کھار ان کے درمیان بیٹھ جاتی تھی۔  
بہن پر سکر اپنا ہاتھ بیکھرتی تھی۔ اب وہ سب بڑے  
اترے تھے۔ روزانہ شام کو دونوں تارو کر سکتیں کل  
جانے کہ شادی کے شروع دنوں میں سب ہوئے۔  
لیکن وہ جانے سے پہلے اور ان کے بعد سلام کرنا بھی  
شادی نہیں سمجھتی تھی۔

عہدہ نے جب ایک روز اس کے دے دیے کی  
دلکشتی سے بڑا دل نے تو وہ خیر ہی سکر اپنا ہاتھ ہونٹوں پر  
لا کر بولا۔

"بھائی آپ کو اس سے شکایت بھی ہیں۔ کبھی  
آپ کو کوئی نے اپنے دھیتوں پر غور کیا ہے۔ تمہارا سارا  
دل نہ اپنے کمرے میں اس کی بڑی رات ہی ہے گھر کے  
اتنے افراد کو اسے کسی کو تو قیاس نہیں ہوتی کہ چائے  
کو کپور دے بھی کتنی دے۔ وہ اس گھر کی بیٹی بلکہ  
انگلیز جو ہے لیکن آپ لوگ تو اسے ملازمت کا درجہ  
دیتے ہیں۔ تار نہیں "اسے مزید نہیں۔ جب سے  
بھائی اور کتنے عین بار مڑیں پتے ہیں۔"  
"بھیس خوب تو نہیں آتا تھا کہ اسے مزید نہ

نہیں۔"  
"میں تو میں کہ رہا ہوں اس کی پسند چاہنے اس کے  
مشورے کی ضرورت ہی نہیں۔ کبھی چاہی حالانکہ مینہ  
ہوئے گا ہے شادی کو۔ بے چارہ کتنی ہے اسے ابھی تک  
مجھے لگتا ہے کہ میں بہن بلانے جانی مہمان ہوں اور یہ  
سب لگتا ہے۔"

"جیس معلوم ہے لڑکیاں زیر تعلیم ہیں۔ اسکول  
کا بیج سے دلیان آتی ہیں تو جن میں لگ جاتی ہیں۔ شام  
آخرب تک مہمان لگتی ہیں۔ ہوتی ہے اسے ابھر  
کے کھانا میں دیکھیں گے چاہیے۔"

"اسے مہمان بننے پر آپ کوئوں کے دے دیے بچور  
کر رہے ہیں۔" بڑا دل ان کے گراٹھ کر چلا گیا۔  
بڑا دل ہی وہاں نے سب کا تھیل پر رشتہ کیا تھا کہ ان  
میں سے کسی نے نہ تو کچھ کیا اور نہ ہی کھانے کوئی  
چاہا۔ اب یہ اتفاق کہ اسی شام شمع کے گھر والے  
آگے گھر میں وہ شور بولا۔ ایسے ایسے بچا بچا قہقہے  
کو کہہ کر خدا کی نندہ۔

"کی چاہتا ہے میں یہاں سے کہیں اور چلی جاؤں  
۔" وہی نے اٹھا کر کوئوں میں سر رکھ کر بڑی اواہی اور  
بے بسی سے کہا تھا۔

"آج کچھ بیٹا نہیں؟" بڑا دل کر رہے چلا آیا اور  
پڑے اسے اپنی انداز میں مول کر رہا تھا۔  
"نہیں۔ آج ہی میں چاہتا ہے کہ۔" وہ نے  
جواب دیا۔

"اتنا تو احساس ہوتا چاہیے گھر میں مہمان آئے  
ہیں۔ لیکن یہاں میری عزت کی کسی کو پورا ہی کب  
ہے۔"

"ہزارے لے آئیں بھائی۔ اوہیے بھی میرا خیال  
ہے۔ یہ لوگ ہزار کھانے کھاتے ہیں۔ ہم تو جب بھی ان  
کی طرف دیکھتے انہوں نے اپنے پیٹ کے کیواں کے  
خیر سے دھکے دے دیتے تھے۔ آج آگے دے گئے تھے۔  
آپ بھی ہماری عزت کا خیال کریں۔ انہیں بھی ادھر  
مکھلے کے ہوئے کہ لگا کر کھانا میں۔"  
وہ وہ مکمل کی چیز تھی۔ اپنی مٹھن میں بھی من کر

”کتنے کم پیسے؟“ اسی نے حیرت سے اس رقم کو دیکھا۔

”ہمارے اپنے بھی کچھ خرچ ہیں ای۔ ابھر خرچ کی طبیعت آج کل ٹھیک نہیں رہتی۔ اسے ابھی نور اک لورڈواؤں کی ضرورت ہے۔“

وہ جب رہیں کہ ان کے بحث کرنے سے اس نے رقم بچا کر ڈاکو بی بی بھی۔

مگر آج کل کلینک کے مراحل میں تھی اور بڑا بڑاے کی طرح اس پر غار ہو رہا تھا۔ صبح میں بھی نہیں آنے جانے کے لیے ہی کمرے سے لگتی تھی اب تو ہاتھ اور پیچ کے لیے بھی بستر سے نیچے اترنا پڑتا تھا۔ ہاں عرفان آج اب تو پھر دوسری بات تھی اس کے ساتھ وہ بڑی گرم جوشی سے تھی۔ کھوڑی دیر کو بھی آتا تو زیادہ دیر بیٹھے پر اصرار کرتی اور جو کچھ پہلے سے اس کے آنے کا ہوا تو فون کر کے سوینی کو ضرور بلا لیتی۔ پہلے تو وہ محسوس نہ کرتی لیکن اب جبکہ وہ جان بچا رہی تھی۔ عرفان سے اس کا کایا رہتا ہے اسے سوینی کا آنا تو بڑے لگتی ہے عرفان کے ہاتھ لگنا ہے وہ کھانا کھانا دہائی سے تھی۔

”اب بھی جا کر اور انکسروم میں بیٹھیں۔“ اور عتیقہ کے وہی اگر بیٹھ جائے تو وہ لوں نہیں جلی کر خاک ہو جاتی تھیں اور پھر عرفان کی ای بھی بڑی نیز می کھیر تھیں۔ اکثر آئی جاتیں اور بھال ہے جو خرچ کو لٹ کر داتی ہو۔ اس کی کسی بات کا جواب سب پار سے دیا ہو۔ ان ہی لڑکیوں کے واری صدمے ہوئی رہتی تھیں۔



وہ کو کچھ نہیں لے لیا تھیں بڑا وے اور پانڈا کے جانے کو کہا تھا اور اس نے کہا تھا۔

”شام کو چہ بیج تیار رہنا۔“ وہ وقت پر تیار ہوئی تھی۔ بھائی کے کمرے کے دروازے پر ٹاک کر کے انہیں اپنے تیار ہونے کی اطلاع دی اور خود باہر آئی۔ وہ گاڑی کے قریب کھڑی تھی جب صبح بخیر دیتی ہے

اتنے آرام سے کتنی بڑی بات کہہ دی تھی۔ بڑا وے کو واپس ہونا تو چاہیے کہ نواز آئی۔

”ہاں اگر بھائی کچھ بار رہیں تو ہمارے لیے بھی رکھیں گے۔ اسی ہمارے ہم ان کے ہاتھ کا نیٹ بھی کچھ لیں گے۔“

لوہر بڑا وے دروازے سے نکلا اور اٹھلانے ورنہ کے ہاتھ تھام لیے۔

”تو راکس بات کا اگر ان چند ماہ میں بھائی کی تنخواہ سے کھایا ہے تو اس سے پہلے تھے ہی برس ہم نے اپنی چھٹی بڑی آمدنیوں کو ٹھیک ٹھیک کر اس کے سلاہیا بھی ہے کہ بھائی اٹھلا تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اس کے لیے پیسے کی بھی ضرورت ہے۔ آج وہ جس پوزیشن میں ہے اب اسے اس پوزیشن پر لانے والے ہم ہیں۔“

”ٹھیک کہتی ہے ورنہ لورڈواؤں پتا تم سب سے بڑی لیکن بہت زیادہ حساس اور نڈر ہے۔ اسی لیے آج میں ایک بات تم لوگوں کو بتا رہی ہوں مگر تمہاری باپسی اور سی میں کچھ آتا ہے۔ بڑا وے مندی کے روز تمہاری پچاسو نے تمہیں باجپ کے لیے مانگ لیا تھا اور اسی وقت دل شدہ تباہی بھی کہا تھا ورنہ کو میری لہنت مجھیں تو میری سٹیجوں تم لوگ ان حالات سے کھیر تو نہیں۔ اچھے دن تمہارے منتظر ہیں۔ جس طرح تم دونوں کو اللہ نے میری سوچ سے بڑھ کر نوازا ہے مجھے نہیں ہے میری بانی دونوں معصوم بچیوں کے نصیب بھی ایسے ہی قابل رشک ہوں گے۔“



ای کاہن سے یہ کہہ دیا تو اپنی بہت خوشگوار اثر پھوڑ گیا۔ اب اٹھلا بھائی اور بھائی کے دوسرے پرسم نہیں جاتی تھی اور ورنہ تو اب پتے سے زیادہ بھلا تھی اس نے اور اٹھلانے شام میں خوشن پڑھائی شروع کر دی۔ وہ اپنی کسی ضرورت کے لیے بڑا وے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا چاہتی تھیں۔ پھر بڑا وے شادی کے تیسرے ماہ ہی درم تم ہو کر تو می نہ گئی جو وہ کھر کے خرچ کے لیے رہا تھا۔

فرستی ہی خرپے۔ ہر وقت کاغذ اب۔  
 کھڑی ہے آگروڑو سے پر دستک اور کما ۳۱ بلا  
 رہی ہیں۔  
 "چلو، ہو گی جیسی میاں تو جی بات کرنا بھی مشکل  
 ہے۔ بڑا تو تم ہی جھٹو جا کر۔ مجھے معلوم نہیں کسی کی  
 بات سننے کی عادت نہیں ہے۔"  
 اس کی ایک ایک بات باہر وہ سب سن رہی تھیں  
 اور خاموش تھیں ہاں دروہی کی حالت بڑھنے لگی تھی۔  
 وہ اندہ کی بات سننے باہر بھی اور نہ ہی اس وقت بڑو  
 باہر تھا۔  
 "اگر۔ اگر بھائی نے ہمیں گھر سے نکل دیا تو ہم  
 کہاں جائیں گے۔" "دوئی خوف سے کھڑی پڑ رہی  
 تھی۔  
 "مگر تمہارے والد کا بیٹا ہوا ہے اور اپنی زندگی  
 میں انہوں نے مجھے کھٹ کیا تھا۔" "لوگوں کو میں  
 سے کوئی نہیں نکال سکتا۔" "اسی نے کہا کہ لیکن ان کا  
 نسا ہوا چوہو کھڑو توازن کی اندر وہی کیفیت کا پدہ دے  
 رہی تھی۔  
 میں بہت سا بڑھ چکا ہوں جی ڈاکٹر بنانا یہ خواہش تھا  
 لیکن اب میرا خواب ختم ہو رہا نہیں ہو سکے گا۔ بھائی  
 بھی مجھ پر پتہ ضائع نہیں کر سگے۔" وہ رونے  
 لگی۔  
 "گھر مگر دروہی ہم ہیں ہاں۔ ہم تھیں ڈاکٹر  
 بنائیں گے۔" "وہ نہ لے لے اپنے کا گیا۔"  
 \*\*\*  
 اگلے روز آفس سے واپسی پر بڑو نے اسی کے پاس  
 آکر بڑے بڑے انداز میں ان کے عرفان کی گاڑی  
 استعمال کرنے پر اجازت کیا تھا۔  
 "تو کیا کریں۔" "کسی یا رکشے میں بیٹھ کر میرا مل  
 نہیں پاتا۔"  
 "کیوں۔ وہ میرے اور شے کے ساتھ نہیں  
 جا سکتیں۔" آخر ہم بھی کواہری جا رہے ہوتے ہیں۔  
 "تمہاری بیوی انہیں ساتھ لے جانا کہ پتہ نہ کرتی  
 براہ ہوتی ہے۔ میاں تو چار چار پاڑ ہیں۔ ترے

میں چلے میں تو کھٹو کھٹو میں جان گیا تھا اس  
 کی داد کی وہ چپقلی اذیت کرتا رہا تھا۔ عتیقہ اور  
 لڑکیاں چلتی رہتی تھیں اور وہ دھڑکے آئے اس کا چوہ  
 چمک اٹھا تھا والد اور والدہ کی جانب سے تنبیہ تھی۔  
 "خبردار جو کوئی چڑھائی کرے گی وہ بہت شریف  
 بچیاں ہیں۔ لیکن اس عمر اور رشتے کے قتلے اپنی  
 جگہ تھے۔  
 انہوں نے ڈرائیور کو کیا تھا اس لیے اب نہیں  
 آتے چلنے میں مشکل نہیں تھی۔ یہ سب جمع ہو چکا  
 نہیں لگتا تھا والدہ اکثر بڑو کے ساتھ دروہی کی عمارت  
 کو جاتی اور سوئی کو ساتھ لے جاتی لیکن جی شہد اور ع  
 کی جی مفت بڑو سے تو اپنی طرح بھٹیں لیکن  
 دونوں بھوں سے سلام دعا کے علاوہ کوئی بات نہ تھی  
 کرشن بلکہ اکثر ایسا ہوا مان کے بیٹھے جی شہد اور وہ یا  
 عتیقہ میں سے کوئی ایک یا دو مل شہدوں کے رشتے کے  
 اپنی سن کے ساتھ آتے جاتے تھے اور انہیں گاڑی  
 بھیج رہی ہوں تو میں سے کوئی آجائے۔ لیکن کی تدبیر  
 جس طرح جی شہد اور عتیقہ بڑو کا استقبال کرشن جمع  
 ہو کر جاتا تھا۔  
 "بڑی شریف بیٹی بنتی ہیں تمہاری بیٹیں۔ میں  
 پوچھتی ہوں ہمارے ساتھ چائے انہیں کیا تکلیف  
 ہوتی ہے۔ عرفان کو کوئی گاڑی نہیں آتی جی جی اپنی ہیں ان  
 لگتا ہے وہ ان کا کچھ لینا بڑو۔ میں کاشیں بھوں میں  
 گی یہ بونگلیں تمہیں۔ خون تو چوس رہی رہی ہیں۔  
 عزت بھی داؤ پر لگا نہیں گی۔ کوئی رشہ دیو کھوڑ چکا کر  
 انہیں۔ بلکہ تمہارا بھوکوے میں ہی دیکھتی ہوں۔" وہ  
 اپنے کمرے میں کھڑی پوری آواز سے چلا رہی تھی  
 "یقیناً یہ سب کہاں میں مٹانے کے لیے تھا۔  
 "میں منع کروں گا کہ وہ عرفان کی طرف نہ جاتا  
 کرشن۔" "بڑو کی آواز بھی تھی۔  
 "میں مگر رہی ہوں ساری عمر ہماری ترستے ہی  
 گزرتے گی۔ ان کے خرپے پورے کرتے کرتے ہم  
 بوڑھے ہو جائیں گے لڑکی تو ایک بھی ہو تو میاں کے  
 برابر ہوتی ہے۔ میاں تو چار چار پاڑ ہیں۔ ترے

روئے تھی۔  
 "میں بچو جی تو کم کوئی لاوارث تھوڑی ہو۔  
 تمہاری مل رہی ہے اور یہ خالہ بھی موجود ہے جس نے  
 اپنے لیے تو کچھ نہیں مانگا لیکن وہ سب کے بندوں  
 کے ساتھ جمل لیاؤتی ہوتے دیکھی ہے ضرور تواز  
 اٹھاتی ہے۔"  
 ایسا آواز خالہ کے لیے ابھی ہی چائے بنا کر لاؤ۔"  
 عتیقہ نے کچھ سے دونوں اکٹھے کھڑی ہوئیں۔  
 "دوئی چائے۔" "دو مگر آ۔" باہر عرفان بھی آیا  
 ہے۔ اسے تنہا نہیں تھا بلکہ وہ کچھ بڑو کمرے میں  
 ہے اگر وہ اس جانا چاہتا ہے تو چلا جائے۔"  
 "میں کھڑی لپکا کر ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولا۔  
 عرفان کو بلاؤ۔" "اب آج آپ لوگ کھانا کھا کر ہی جانا چ  
 دل بڑا اس ہو رہا ہے۔"  
 عتیقہ کی بات پر دل شہد نے تھایا۔  
 "میں تو یہ سننے آئی تھی میری ساس کی طبیعت  
 ٹھیک نہیں ہے۔ میری بیٹی بھی سرگرمی سے آئی ہے  
 بلکہ میں نے اپنا اپنے آپ اس کو سانس کی لکھی  
 چوڑ کر اور یہ سننے لگی ہوں کہ اس کے اور لڑکیاں چار گانی  
 رہا۔" "تھا وہ ابے میں تو آپ لوگوں کو جانتی ہوں۔  
 عرفان نے ابھی رائے تو اچھی رکھتے ہیں لیکن اس  
 طرح ان کی رائے اور بھی اچھی ہو جائے گی۔"  
 "تمہارے ہر گھر میں اچھی پاتی ہوں۔" عتیقہ تیار  
 ہوئے انہیں۔  
 "وہ کونسی ساتھ لے لو۔"  
 انہوں نے آٹھ لے لیا۔ انہوں نے انکار نہیں  
 کیا۔ وہ ان کے ساتھ آگئی وہ کچھ ہوا وہ اس شاک سے  
 نفی تو میں جی لیکن میں کو انکار بھی نہیں کر سکی۔ کوئی  
 اور وقت ہوتا تو عرفان کی سمجھوتہ کی احساس مل کو  
 لگتا کہ اس کی کیا اب وہ کچھ اور ہی سوچوں میں ابھی  
 اور خود کو مشکل سمجھنے ہوئے تھی۔  
 \*\*\*  
 عرفان یقیناً اپنے اور اس کے رشتے کے بارے

کمرے سے نکلی اور گاڑی کی جانب بڑھی۔ پوسٹ پر  
 رکھا وہ کچھ تھکے سے پیچھے بنایا اور بولی۔  
 "بہنو یہاں سے ہمیں ضروری کام ہے جانا ہے۔  
 ایک گاڑی پر کھانا بھی بھرا ہے۔"  
 اسی دیر میں بڑو بھی نکل آیا اور دروازہ پڑنی بن سے  
 سرری لٹاؤں میں بولا۔  
 "سوری۔ مجھے پاؤ نہیں رہا۔ شے کو ضروری کام سے  
 جانا تھا۔" اور دونوں گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے۔  
 یہ منظر بانی تھیں۔ سنوں نے بھی دیکھا اور جو جمل  
 تھا وہیں محرم کیا۔ وہ سب بت جی کھڑی تھیں ہر  
 سسکائی ابھرنے لگیں۔ دوئی دروہی کی۔ اس کے  
 رونے کی آواز نے وہ کھٹے پر عبور کیا۔ وہ مست قدم  
 اور بڑو نے کچھ سے کھڑی دوئی تک آکر اسے اپنے  
 ساتھ لٹا کر چھینے لگی۔ ایسا اور کھڑی نہ دیکھا وہ وہ  
 چوہ سرخ ہو رہا تھا اور اس کے احوال میں بھی سی  
 کرش تھی۔  
 "ایسا ہوا یہی کیوں دروہی ہے؟" عتیقہ نے آکر  
 پوچھا۔  
 "خڑی نے سب بتا دیا پھر جب یہ بیٹی نہیں کر بولی۔  
 "تو خوش تھے تم اس گھر میں گاڑی آجائے۔"  
 اپنی دو دستوں میں جاتے تھے ہم نے گاڑی لے لی  
 ہے۔" اس کی بات سن کر روئی کے رونے میں اور بھی  
 شدت آئی۔  
 "ابھی یہ لوگ نہیں تھیں کہ دل شہد بیگم چلی  
 آئیں۔ دوئی رو نہ رہی تو وہ انہیں کچھ نہ بتائیں  
 لیکن آج کھڑی بہت چڑھائی ہو رہی تھی اور سن کر کچھ  
 دیر کے لیے وہ بھی کچھ نہ بولیں نہیں پھر آجائے گھر کے  
 پاس آئیں۔ جس کا وہ ستا ہوا تھا اور انکھوں میں دروہی  
 تھی اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولیں۔  
 "میں عرفان کے لیے اسے کوئی بڑا رشتہ رکھ کر لیں"  
 میری بیٹی کو آتے جاتے میں مشکل ہوتی ہے۔ اب سب تم  
 بڑوں کا نہیں آتے چائے تو کچھ کرے گا۔ فغان کرے  
 گاڑی نکھو لیا کرنا۔"  
 اور وہ کاغذ جواب دے گیا۔ وہ چوٹ چوٹ کر



ہے۔  
 "تو اب آپ ای لوگ تو ہر چھٹی بڑی بات کا بھڑک  
 بیٹھتے ہیں اس روز صبح کو اپنی ایک دوست کی طرف  
 چلا تھا۔"  
 "اس لیے تو کہہ رہی ہوں دوست کی طرف جاتے  
 ہوئے اس نے وردہ کو گاڑی میں بٹھا کر بازار تک لے  
 چا پانڈ میں کیا تو آپ کیا کرے گی؟"  
 "میں بھڑا نہیں چاہتا میں گھر میں اس وسکون چاہتا  
 ہوں۔ آپ جانتی ہیں میں گھر سے لڑائی بھڑکوں  
 سے بہت گھرا ہوں۔"  
 "مگر اس کا تم سے یہ طریقہ نکلا ہے ہماری کسی  
 بات کو دھماکنے سے سنوئی مت صرف یہی کی باتوں  
 پر توجہ دو اور انھیں بند کرنا شروع کر دو۔ جہاں تک  
 عرفان اور مل شاد کیا کی بات ہے تو مجھ کو وہ تم  
 دونوں سے زیادہ ہمارے اپنے ہیں جیسے جادو میں بہت  
 نہیں جانتی اور یاد رکھنا بڑا موکھ کا حکمران اور  
 منصف ہو کر رہا ہے۔"

\*\*\*

عرفان کی دادی کا انتقال ہو گیا۔ ان دنوں شادی  
 طبعیت کچھ ٹھیک نہیں تھی وہ زیادہ نہیں آسکتی تھی۔  
 ملی سوئی اور عری کی پروردہ کی تھی۔ لیکن وردہ بھی  
 کوئی کھور لڑکی نہیں تھی۔ اس نے جان کا نام کھرا پائی  
 گھرائی میں لے لیا تھا۔ ہر آئے کے مہمان کی خبر رکھتی  
 ۔ کس نے رات کو گھر آیا ہے۔ کتنے کو سا کھوڑا  
 چاہیے۔ ہر کسار دنگ ہیں ملازمہ نے صفائی ٹھیک  
 کی ہے یا نہیں۔ مہمانوں کو کھانا تو ٹھیک سے ملا  
 ہے۔ سوئی ایک ایک لمبے کی رپورٹ میں خود کوئی اور  
 نہیں۔ یہ بھی لگتی۔  
 "تم صرف عرفان پر توجہ دو یہ وہ قوفہ! "میں نے  
 سمجھا۔  
 "جی تو وہ بھی وردہ صاحبہ اور ان بہنوں سے بڑا ہے  
 تکلف ہو گیا ہے اور تو اور کل ان سب سے مل کر میرا  
 مذاق بھی لڑا گیا۔"

"وہ کچھ لوں گی میں ان سب کو بڑا روکے گی باتوں  
 کی۔ عرفان بڑے کمزور دوست ہے اس کا وہ بڑا بڑی  
 بات سے انکار میں کرے گا وہ ان جانے باقی اس کی  
 لہو کو ڈالو جو مجھ سے۔ جس پر اسے پابندی ہماری پاس  
 مختصر بھی ہمارے لیے راضی نہیں تھیں "سب کچھ لو  
 کسی کی چل رہی ہے۔" میں نے پڑی۔  
 جب بھڑکے عرفان سے بات کی تو اس نے کہہ  
 دیا۔  
 "یہ اعتبار تو میں نے اپنی ہی کو سوچ دیا ہے وہ  
 جسے چاہیں گی۔ مجھ سے منسوب کر دیں گی۔"  
 "لیکن تم سوئی کے لیے انھیں کنوینس تو کر سکتے  
 ہو۔"  
 "جیسے تم نے مشورہ دیا ہے کہ کیا تھا۔ خود تو وہ بے  
 ہو کر رات بھر سے کس بات کا بدلہ لے رہے ہو۔" عرفان  
 رخ ہوا۔  
 "زندگی میں بے ہارے دو صوفوں کے لیے سوچتے  
 رہتا ہر دم ان ہی کی فکر کرتے ہیں وقت گزر جاتا ہے  
 جب احساس ہو گیا ہے پھر کچھ نہیں کیا۔ کل کو یہ  
 نہیں اپنے اپنے گھر کی ہوجا سکتی۔ اپنی عری سے  
 اپنی زندگی جیسے کی لیکن میرا وقت تو بزرگ چکا ہوگا  
 میں۔" وہ تنکے کے ٹھکانے سبق دہرا تھا۔  
 "بھولنا یہ معاملہ میں نے ہی کو سوچ رکھا  
 ہے۔"  
 جب بھڑکے نے بات شروع کو بتائی تو اس نے بھڑا  
 سے اس کی مانی سے ہی بات کرنے کو کہا۔  
 "کل کو کیا؟" جیسے کیا معلوم نہیں "وہ جیسے  
 بالکل پانڈ میں کرشمہ۔"  
 "وہ تو ہے ہی پینڈو عورت اس کے فلور سے بات  
 کر۔"  
 "اس کے فلور سے میری کوئی بے تکلفی نہیں  
 ہے۔"  
 "سچ تو ہے کہ تم کچھ نہیں کر سکتے" ہر کسی سے  
 ڈرتے رہتے ہو۔"  
 یہ بڑا چاقو شمول ہی اور وہ سر تھا کر رہ گیا۔

شادی کو والدہ اور بیٹی اتنی رتی تھیں مگر روز  
 آپس تو اس نے ساری بات بتادی۔  
 "میں نہیں سوچ رہی ہوں۔ ہمارا اس سوئی کی بڑی  
 نہ کرنا کرشمہ ہمارے ہمیں کے کہنے کا نہیں۔"  
 "کیا کہہ رہی ہیں ماما آپ؟" اس نے حیرت سے  
 لہو کو بڑھا۔  
 "ٹھیک یہ تو کہہ رہی ہوں۔ وہ ہماری بڑی بو  
 صاحبہ کی بات میں حقائق کرتی ہے میں سوچ رہی  
 تھی۔ خیرین اور امین کی بیویاں بالکل سیدھی سادھی  
 اور ایسی ملاں کی جن کا کچھ مضبوط ہو اور اس سطلے  
 میں ہمدردی بڑی نڈا بڑی فٹ جھنجھ ہے۔ دیکھو  
 میں رشہ دے کر ایک تو تم بڑا اور اس کے گھر والوں کو  
 زیر بار کر دی۔ اور ہر بھی میں خدمت گزار ہے لیکن  
 ہر صوف جاسکتی۔ یہ رشہ ہو جائے ہر عمر اپنی ماس پر  
 دیا ڈانڈا وہ سوئی کے لیے عرفان کی مل سے مل  
 کر دے۔"  
 "میں میں شولہ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ایسا  
 کر کے تم تو ہماری ساری ساری چیزاں لادو گی چوں نہیں  
 کر سکیں گی پھر یہ مل میںیں ہمارے آگے۔" مل کی  
 تہہ پر پوری ہنسنے کے بعد اب سوئی چمک رہی تھی۔  
 "یہ لوگ ہائیں کے نہیں۔" میں نے مل کی میں سر  
 پڑا۔  
 "تو میں نہیں ہائیں گے اچھے رشتوں کا آج کل کل  
 ہے۔ یہاں تو ایک میں پوری چار چار بیٹی ہیں بھڑا  
 کو سمجھاؤ۔ اپنی چٹیلوں کا چیز اور رشتے جو پڑا۔  
 دونوں ہی آسمان میں۔ اب جو بیٹھے بنائے اللہ نے  
 سب بٹا دیا ہے تو سوچتے اور مل کی باتوں میں آئے ہیں  
 وقت ضائع نہ کرے۔ وہ اس گھر کا سربراہ ہے سب  
 اس کا کانا کھارتے ہیں۔ اس کے فیصلوں کا حق اسے اور  
 اس کی بیوی کی بیٹیت سے نہیں ہوتا چاہیے۔ اس  
 کے اپنی ماس کی باتوں پر دھیان نہ دو۔ بس انھیں یہ  
 پور کر دو کہ وہ ان کی خوش نصیبی ہے جو اس مرد

میں ہے ایک لک رہی ہے۔  
 ان کے بیٹھے بڑا بڑا بھی آیا اور اس کی ماس نے  
 ش کے ساتھ ساتھ خود بھی بات کر لی۔  
 "ابھی تو اپنا بڑا رہ رہی ہے ای میں ہائیں گی۔"  
 "بڑے سے جس نے ملے کیا ہے بڑھی رہے ہیں۔ ہم  
 تو بڑا ہمارے شادوں کا بوجھ بھگنا چاہتے ہیں۔ تم تو  
 انھیں کیا جانتے رہاتے ہوڑے ہو جاؤ گے جگہ میں  
 سب کو یاد بھی دے دو گے کیا نہیں۔" سمجھو یہ چار بڑا ہیں  
 جو ہمارے بیٹے پر دھڑکتے ہیں۔"  
 "میں سمجھتا ہوں ماما سب سمجھتا ہوں۔ لیکن یہ  
 میری لڑی۔ وہ کبھی نہیں میں لگتی۔"  
 "دیکھو تو رات آئے بیٹے۔ یہ سہولت مندی اچھی  
 بات ہے لیکن ایسا بھی کیا بندہ بالکل کا کٹھ کا قانون  
 جاسے۔ رات رات سخت کرتے ہو جو کھاتے ہولا کر لیں  
 کی جھولی میں ڈال دیتے ہو۔ ہمارے اور ہمدردی  
 بڑی کے جسے میں کیا آئے؟" اس جوتہ دے اپنی  
 قبلی دینے کے بعد بھی ہمدردی حق تسلیم نہیں کیا  
 جاتا۔  
 "اس تو چاقو کے لئے تھیں" میں نے مل میں مل ملا  
 رہی تھی۔  
 "میں کچھ ایک سے میں کر لیا گیا۔"  
 "کچھ کر کے بھی۔" ہمارا لڑکا بھی تو انھوں میں  
 ایک ہے۔ بہت رشہ ہیں اس کے لیے۔ سہی لیے میں  
 چاہتی ہوں۔ اس جلدی بات کی ہو جائے۔"  
 \*\*\*  
 اور جب اس نے حقیقت سے بات کی انھوں نے  
 جھٹک کہا۔  
 "ہمدردی بڑی اور ہمارے لیے سوچے۔ ایسا تو  
 ناممکن ہے ضرور کوئی نیکلی بات ہے۔"  
 "ای! اسے تو کوئی مل سے ہی اس کے ساتھ ہو  
 پڑا ہے کیا ہے اس کی ہر بات کو آپ شک کی نظر سے  
 دیکھتی ہیں یہاں میں آپ کو یہ بتانے کیا تھا کہ میں  
 نے اپنا کارشمہ کہیں کے ساتھ پا کر لیا ہے۔"

اس کے ہاں کہنے پر کتنی روز قادیان میں گھسیٹ  
میں اسے دیکھتی رہیں پھر چاہے اس نے کہا  
"اگے بٹھنے وہ لوگ انھوں ہی پر مائل آ رہے ہیں۔"  
قادیان سے صاف انکار کر دیا۔  
"کیوں کیا آپ یہ یوجہ میرے سینے پر دھرے  
رکھنا چاہتی ہیں۔ یاد رکھیے ایک ہی عورت ہوں نہیں  
جس آپ کی بیٹیاں کہ رشتوں کی لائن لگ جائے۔ خدا  
خدا کر کے ایک رشتہ کیا ہے اور میں نے دشمن کیا ہے  
لیکن آپ اپنی بے جا مذہبی دج سے انکار کر کے میری  
پر اہم میں اضافہ کر رہی ہیں۔"  
"بھئی! آپ سمجھیں آپ کی کوئی من ہے ہی  
نہیں۔ مرنے والے ہم آپ کے لیے۔"  
وردہ اندر لگتی تھی جبکہ وہ باہر کھڑی آنسو باری  
تھی۔ ایلا اور کزنی باج میں تھیں جس لیے بے خبر  
تھیں۔  
اس انکار کا فضا ہوں بھٹکتا پر ادا کہ مٹنے سے جو لگا  
بندھا خرقہ وہ گھر کے لیے اپنی اسی کو تھانہ وہ اپنے  
ہاتھ میں لے لیا اور اب جس طرح باپ تھل کر انہیں  
کھانے کو بل رہا تھا۔ ملازموں کو بھی بہت تک نہایت  
کے انکار ہی دیتے ہوئے۔  
☆ ☆ ☆  
وقت کا کام گزر جاتا ہے سو وہ گزر جاتا ہے۔  
کیوں دل پر گھنے والے زخم ہمیشہ ہرے رہتے ہیں۔ ہزار  
کے ہاں کیسے پیدا ہوئی۔ بہت سی باتیں ایلا اور وردہ  
دیکھنے کے گھر سے جس خوب دوستی کی بھی گزیر  
اور رشتہ وار سب سے تھے اور ہزاروں سے خستہ بھی کو  
میں سے بڑھا تھا۔ وردہ نے جا کر اپنی گویا کیا اور میں  
کر لیا۔  
"ہو بھیا! ایک اور مہاڑ تھما رہے سینے پر دھر گیا  
ہے۔"  
اور جیسے جیسے قہر غضب پر مائل گئے۔ بعد میں  
ای سے ڈانٹا بھی کیا جس نے کہا۔  
"کیا میں نے غلط کہا ہے جب وہ آپ کی بیٹیوں کے

دل شکوے پاس بھی آتا تھا۔  
☆ ☆ ☆  
تیار تو ملتا تھا وہی تھی جس نے ان سے پہلے عقدہ  
ایک روز چپ چاپ نہایت رخصت ہو گئی۔  
"بھیا! کو اطلاع مست دیتے۔" رونی کے کچے ہنسنے  
کے لیے فکرت ہی فکرت تھی۔ لیکن وردہ کو دنیا کا چلن  
دیکھنا تھا۔  
عقدہ کی رات پر کزنی اور ایلا بھی باہر سے آئیں۔  
بڑا دلور و شرم بھی آئے لیکن بیٹیوں نے بہت تک  
کرنا کو اور انہیں کی۔ ہاں وردہ نے مسکناں بھجھ کر بات  
کر لی تھی۔  
"سب سے دیکھا۔ ہزارا بیٹی عمر سے کہیں زیادہ  
اور تھا کہ لکھائی دیتا تھا۔ بیٹوں سے کچھ کرنا چاہتا  
تھا کیوں نہ بھی اے۔ نظر انداز کر رہی تھیں اور شرم بھی  
موقع نہیں دے رہی تھی۔  
"تو کب کی پہنچو ہیں۔" اس نے بیٹی دلی کو پھر  
چاہوں دیا اور وہ انکار پر کھڑا کر دیا۔  
"ہاں! لیکن یہ پہنچو گی۔" بیٹیوں نے غلام کی  
بڑا بیچا ل لگتی تھیں۔ بچے کے رنگ دلور و شرم  
قرج بھی دیکھی تھی بڑے آرام سے بیٹی بات کہہ  
جائے دل۔  
"پچھو! آپ کبھی ہمارے گھر آئیں گے۔" بیٹی دلی  
کہہ رہی تھی اس نے مسکرا کر مل دیا۔  
پھر ہزارا کو آئے لگا ملا کہ وہ اس کے پاس زیادہ  
میں تھی نہیں تھی۔ تاہم ہی نہیں ہوتا تھا۔ وہ کچھ میں  
لیکھ رہی تھی۔ پھر گھر کی ذمہ داریاں بھی ادا کرتی تھی۔ اور  
سب سے بڑھ کر یہ کہ ہزارا بھائی سے کہنے کو اب اس  
کیسے قادیان۔  
"وردہ! تم اور میرے لیے کوئی کرائے کا گھر  
دیکھو۔" ایک روز اس نے کہا تھا۔  
"خیر بہت اس پر تو رہو چاہتا۔  
"خیر بہت ہی تم میں سے میں شک کرتی ہے۔ پھر۔  
وہ بھی اپنی ہی مطلقہ من سوئی کے حوالے سے۔ میں

”آج ہم کھانا کھا کر جائیں گے جسے من ہو گئے  
تمہارے ہاتھ کا کھانا کھانے تم مروت بہت  
اجنبائی تھیں اور اپنا چہل بہل کے بتائی  
تھی۔ تشریف لے جانے لگا اور آئی ہے۔“  
اب سے سب یاد کرنے لگا تھا۔  
وہ دیکھ کر نہیں بولے۔ وہ بھی جیسے ماضی میں اتارے  
ہوئے تھے۔  
کچھ دیر بعد وہ ”یاد ہے وہاں سڑوں میں شام کو  
جب اپنی کھانا بنانے کی تیاری کرنے پر جان میں جاں تو  
ہم سب بھی بیکن میں بیٹھ رہے تھے اور اپنے  
اسکول کی پر پھولی ہوئی بات کو بتایا کرتے تھے۔ وہ  
تکلیف دہ دیکھی سے ہمارے یہ سارے تھے سنا کرتی  
تھیں۔“  
”چھوڑیں یہاں اب باتوں میں کرا کر رہا ہے۔ وہ  
اس ذکر سے چٹا چٹا ہو گئی۔  
”ابھی اسی وقت میں یاد کرتی ہیں وہ وہاں اس سے جیسے تو  
بہرہ گیری کی حالت میں ہے۔“ وہ بہت سنجیدگی  
سے بولی تھی۔  
”وہ تھے یاد کرتی ہوں۔ میری باتیں وہ ہر اُن  
ہوں گی۔ ہے۔“  
وہ نے جواب میں دعا مانگ کر کہن میں چلی آئی  
یا زکات سے وہ اس نے چھوڑا اس کو ہوا۔  
”وہاں دینی سے کوئی معاف کر دے۔“  
وہ دیکھے معاف کر دے کی تو ابھی معاف تھے  
کر دین کی۔ وہ کہن میں چلا گیا تھا۔  
”اب کوئی سے معافی نہیں چاہے یہاں۔“  
”اب آگے سے احساس ہوا ہے میں نے کھلی پر تھا۔  
زندگی گزارنے کے لیے میں نے غلطی عورت کا انتخاب  
کیا تھا اور پھر اس کی سزا کی کیا ہوا ہوں تم دینی سے کو  
مجھے معاف کر دے۔“  
”میں کہہ دیتی گی۔“ وہ ہماری مور بھٹی کواڑ میں  
صرف اتنی کہہ کر گئی۔  
”چھوڑو آپ کی گاڑی سختی اچھی ہے۔“ کیا ہم

اسی گاڑی کی موجودگی میں وہ شہ پر مری اور پرستی پادش  
میں بھی پیدل اسکول گیا کرتی تھی۔ وہ راتوں کو سو  
نہیں سکتی تھی یہ خوف کہ ایک روز یہاں نہیں چھوڑ کر  
چلے جائیں گے پھر کھر کا خرچہ کمال سے پورا ہو گا اس  
کی پہچانی تو اور دیر رہ جائے گی وہ بھی ڈاکٹر نہیں  
سکتے گی۔  
اور پھر پیدل زندگی کے آخری ایام وہ بڑا مروت  
یاد کرنے کی کوشش تھی۔ اس کا بچپن میں ہی شرارتیں اور  
اس کا لپٹ کے ساتھ جا رہا اس کی باتیں کرتے کرتے  
دینے لگتیں اور ان کے آسودگی کے دل پر کرتے  
تھے۔  
”ہاں! تم انہیں گھر کہیں آئے دینی ہو۔ ان سے  
پوچھو تو اب یہاں آئے ہیں۔“ ایک روز وہ وہاں سے  
اچھ بڑی تھی۔  
”آج یہ اسی جگہ کھڑے ہیں وہی جاہل پر کل ہم  
تھے۔“  
”تو کون سا نہیں۔ ہمیں ان سے کیا لینا تھا۔“  
”لینا دینا تو ابھی کچھ نہیں لیکن ان سے مل کر کچھ  
مکملات ہو جائیں۔“  
”کیون ہمارے ساتھ مل کر دینا نہیں چاہتے۔“  
”ہمیں تو کچھ نہیں سمجھا۔“  
”پھر وہاں کھانا کھا کر  
نے ہمیں وقت پر اپنے اپنے گھروں کا کیا۔ اب ان کی  
چار بیٹیاں ہیں ابھی بہت چھوٹی ہیں۔ لیکن پریشانی  
سے ان کی تفریق لڑی ہوئی ہے۔“  
”ابھی ان میں باتیں ہو رہی ہیں کہ بڑا اور شمع  
ساتھ میں چاروں بیٹیاں ملی آئیں۔“  
”پھر بچوں کو لوگ یا پھر کھیلے۔“ اس نے دینی  
پر اسپر دس تھیں لگا کر رہنے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا  
اور خود مصروف کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آئی۔  
”عرفان بہت مصروف ہو گیا ہے وہ وہاں ملاقات کم  
ہوتی ہے اور جب ملے تو بھی سرسری انداز میں۔  
لگتا ہی نہیں جیسے میرا بچہ ہی دوسرے ہو کر تھا۔“  
”میں یہاں وقت کے ساتھ خیالات بدل جاتے  
ہیں۔“ وہ مسکرا کر اسی قدر بولی۔

اورا و خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے  
بہنوں کے لیے خوبصورت ٹاول

کتاب کا نام	مصنف	قیمت
زندگی کا راز	رضا ناگاردان	500/-
خوشحالی کی کہیں	رضا ناگاردان	150/-
خوبصورتی کے راز	شاز بہ عسری	300/-
دل سے عام کی شہرت	شیراز بہ عسری	150/-
دل کی کہیں	آپ مرزا	400/-
آپ مرزا	فاطمہ زکریا	400/-
چھوٹا سے دل کا راز	فاطمہ زکریا	180/-
چھوٹا سے دل کا راز	فاطمہ زکریا	150/-
دل سے عام کی شہرت	آپ مرزا	300/-
دل کی کہیں	آپ مرزا	150/-
خوبصورتی کے راز	شیراز بہ عسری	150/-
دل کا راز	شیراز بہ عسری	150/-
دل کا راز	شیراز بہ عسری	400/-

دہلی شہر کے نئی کتاب ایک طرف 300/-  
مکتبہ رحمانی ڈائجسٹ 37 بازار نیکرانی۔  
فون: 2218361